OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

صوفیاے کرام اور متصوفین کا تصورِ علم: کشف المحجوب کی روشنی میں ایک مطالعہ

Concept of Knowledge According to Sufis and *Mutaswwifīn:* A Study in the Light of *Kashf al-Mahjū*b

Dr. Naseer Ahmad
Assistant Professor Islamic Studies Govt. M.A.O. Graduate College, Lahore
Dr. Sultan Sikandar
Assistant Professor Islamic Studies Govt Islamia Graduate College Railway Road Lahore

Abstract

The study is on concept and thoughts of Saints and so-called Saints of knowledge. The analysis of Saints and So-called Saints' thoughts and their definitions have been given in the essay. Saint is devotee of knowledge, and bears hardships and difficulties willingly for the sake of seeking knowledge. The basic condition for becoming saint is to seek knowledge. Saints' knowledge helps to get Allah's willingness and the target of it is to have recognition of Allah. Saint considers knowledge and action complementary for each other and saves his energies and stocks to spend on objectiveless and profitless knowledge. He becomes loving to Allah due to its intrinsic and extrinsic benefits. However, so called saint always targets his personal and material benefits. He prospers his life on the name of his predecessors. A lot of difference is found in the character and objectives of both partners. The person, who is embodiment of knowledge and follows the character of his predecessors, deserves to be a religious guide for Allah's creation. Therefore, saints remained

CC BY

away from the so-called saints, bad scholars, and claimant of Allah's recognition without piety.

Keywords: Saints, So-called Saints, Concepts and thoughts of knowledge, Difference of characters and objectives

تمہید

مقالہ ہذا صوفیاء کرام اور متصوفین کے تصورِ علم پر مشتمل افکار و نظریات پر مشتمل ہے اس موضوع کے تحت مقالہ ہذا میں مذکور نمایاں اصطلاحات جیسے "صوفی" اور "متصوف" وغیرہ کی تعریفات بیان کی گئی ہیں، پھر ان تعریفات کے حاملین کے افکار ذکر کیے گئے ہیں، اور فریقین کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کا مقصد انسان دوست افراد یعنی صوفیاء کرام کے پاکیزہ کردار کو خراجِ تحسین پیش کرنا، جبکہ صوفیاء کرام کے نام نہاد جانشینِ، متصوفین کے افکار و اعمال پر روشنی ڈالنا ہے تاکہ ان دونوں طبقات کے مابین پایا جانے والا بعد المشرقین کا فرق واضح ہو سکے۔ فریقین کے افکار کو جاننے سے قبل ان کا تعارف جاننا لازمی ہے لہٰذا لفظ صوفی اور متصوف کی تعریفات پیش خدمت ہیں:

صوفی

لفظ صوفی کی متعدد تعریفات کی گئی ہیں تاہم مقالہ ہذا میں ان میں سے صرف ایک پر اکتفا کیا گیا ہے۔ شیخ جنید بغدادی کے شاگرد شیخ احمد بن محمد بن قاسم ابو علی روذباری علیہ الرحمہ کہتے ہیں: " الصوفي من لبس الصوف على الصفا، وأطعم الهوى ذوق الجفا، وكانت الدنيا منه على القفا، وسلك منهاج المصطفى[1]". "صوفی وہ ہے جو شخص طہارت قلبی کے ساتھ صوف پہنتا اور خواہشات نفس کو لذتِ زہد سے سیراب کرتا اور دنیاوی خواہشات کی تکمیل کی پرواہ کیے بغیر جناب مصطفیٰ کریم ﷺ کے مبارک رستے پر چلتا ہو"۔

متصوف

شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: " فهو الذي يتكلف أن يكون صوفيًا ويتوصل بجهده إلى أن يكون صوفيًا[2] " "وہ شخص جو تکلفاً صوفی بننے کی کوشش کرے اور صوفی کے مرتبہ کو پانے کے لیے کوشاں ہو (متصوف کہلاتا ہے)"۔ تاہم متصوفین سے ہماری مراد صلحائے امت کے نااہل جانشین ہیں جن کے بارے قرآن حکیم نے لفظ "خلف" استعمال کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: " فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا[3] ". "تو ان کے بعد وہ نالائق لوگ ان کی جگہ آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی تو عنقریب وہ جہنم کی خوفناک وادی غی سے جا ملیں گے"۔ علامہ زمخشری حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں: "تركوا الصلاة المفروضة وشربوا الخمر واستحلوا نكاح الأخت من الأب[4] ". "انہوں نے فرض نمازیں ضائع کیں، شراب پی اور حقیقی بہن سے نکاح کو حلال سمجھا"۔ مختصر یہ کہ صوفی وہ شخص ہے جو عالم باعمل، متقی اور پابند شریعت ہو جبکہ متصوف سے ہماری مراد نیکوں کا نااہل جانشین ہے، جو نہ صرف فرائض کا تارک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ افعال کا بھی مرتکب ہے۔

تصورِ علم

تصورِ علم سے مراد اہل تصوف کے نزدیک علم کا مفہوم، اور اسلام میں علم کی اہمیت مراد ہے۔ کائنات ارض و سماء کے خزانوں کی کنجی علمِ نافع ہے، یہ ایسی صفت ہے کہ جو اس سے حسن نیت کے ساتھ متصف ہوا، وہ زندگی کے اسرار و رموز کو پا کر اہل عرفان میں شامل ہو جاتا ہے۔ صاحب کشف المحجوب علم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "العلم صفة یصیر الحی به عالما[5]"۔ "علم ایک ایسی صفت ہے جس کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے زندہ شخص عالم بنتا ہے"۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ تصور علم کی توضیح میں حضرت ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں: " العلم حياة القلب من الجهل و نور العيون من الظلمة[6]"۔ "علم جہالت کی موت سے دل کی حیات کا اور کفر کی ظلمت سے یقین کی آنکھوں کا نور ہے"۔

صوفیائے کرام اور طلب علم

جملہ صوفیائے عظام کے ہاں صوفی بننے کے لیے طلب علم ناگزیر ہے۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ طلب علم کی فرضیت پر حضور خاتم النبیین ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ[7]"۔ "علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ حضرت امام غزالی زید مجدہ نے طلب علم کی اہمیت پر اپنی شہرہ آفاق کتاب "احیاء علوم الدین" میں متعدد آیات اور احادیث نقل کی ہیں جن میں سے چند آیات واحادیث ذکر کی جاتی ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: " إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ [8]"۔ " اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔ امام ابو جعفر طبری اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: " لأن من علم ذلك أيقن بعقابه على معصيته فخافه ورهبه خشية منه أن يعاقبه[9] "۔ "اس لیے کہ عالم اللہ تعالیٰ عزوجل کی نافرمانی پر عذاب میں مبتلا ہونے کا یقین رکھتا ہے لہذا وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا العِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ[10] "۔ "بے شک علماء انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور بلاشبہ انبیائے کرام نے درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ علم چھوڑا ہے تو جس امتی نے اس علم سے حصہ پالیا اس نے میراث نبوی سے کثیر حصہ پالیا"۔ امام غزالی علیہ الرحمہ اس حدیث مبارکہ سے یہ اخذ کرتے ہیں: "أنّه لا رتْبة فوق النبوّة ولا شرف فوق شرف الوراثة لتلك الرتبة[11] "۔ "بے شک مخلوق کے لیے نبوت سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں اور (امت کے لیے) اس نبوی میراث کے حصول سے بڑھ کر کوئی مرتبہ و فضیلت نہیں"۔ اصحاب رسول ﷺ میں سے صوفی مزاج رکھنے والے صحابی رسول ﷺ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: " كُنْ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُحِبًّا أَوْ مُتَّبِعًا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ [12] "۔ "عالم بنو، یا طالب علم، یا ان سے محبت کرنے والے، یا ان کا متبع بنو لیکن کوئی پانچواں نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے"۔ اسی بنا پر صوفیائے کرام نے قرآن و سنت کے تعلم و تفہم کی خاطر اپنی پوری پوری زندگی وقف کر دیں۔

کس قدر علم سیکھنا لازم ہے؟

انسانی زندگی تغیر سے عبارت ہے اور بدلتے حالت کی بدولت انسان زندگی میں نت نئی ضروریات سے متعلق رہتا ہے اس بات کا تعین کیسا کیا جائے کہ انسان پر کون سا علم سیکھنا لازم ہے اور کون سا نہیں؟ اس حوالے سے صوفیاء کرام کی فکر نہایت واضح اور خوبصورت ہے۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "بداں کہ علم بسیار است و عمر کوتاہ و آموختین جملہ علوم بر مردم

فریضہ نہ.......................ھر یک بداں مقدار کہ بہ شریعت تعلق دارد[13]"۔ 'یہ جان لو کہ علم کی بے شمار اقسام ہیں جن کو سیکھنے کے لیے انسان کی عمر نا کافی ہے لہذا سب علوم کا سیکھنا انسان پر لازم نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان علوم میں سے اتنا سیکھنا لازمی ہے جس کی شریعت میں ضرورت ہے"۔

وہ تمام علوم جن سے شرعی ضروریات پوری ہو سکیں ان کا سیکھنا لازم ہے۔ اور طلب علم والی حدیث مبارکہ میں بھی اسی علم کے سیکھنے کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے مطابق انسان کے لیے اوامر الٰہیہ کا جاننا ضروری ہے، ایسے ہی اوقات کا علم اور ان اوقات میں بندہ پر کیا لازم ہے، یہ جاننا بھی ضروری ہے، ظاہری احکام جیسے نماز، روزہ وغیرہ اور باطنی احکام جیسے ان میں نیت صالح ہونا اور مقاصد وغیرہ کا جاننا بھی ضروری ہے[14]۔ آپ علیہ الرحمہ علم حقیقت کے تین ارکان بیان فرماتے ہیں:

۱۔ ذاتِ باری تعالی اور اس کی وحدانیت کا اعتقاد اور اس کی تشبیہ سے نفی کرنا،

۲۔ صفاتِ باری تعالی اور اس کے احکام کا علم،

۳۔ حکمتِ الٰہیہ کا تسلیم کرنا اور اس کے افعال کو ماننا[15]۔

صاحب کشف المحجوب کے مطابق جو شخص علم حقیقت کے ارکان کی معرفت پالیتا ہے، وہ شخص رسالتِ مآب ﷺ کے اس فرمان کا مصداق بن جاتا ہے:" مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ رَبُّهُ وَأَنِّي نَبِيُّهُ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى جِلْدَةِ صَدْرِهِ حَرَّمَ اللَّهُ لَحْمَهُ عَلَى النَّارِ[16]". "حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص نے صدقِ دل سے یہ یقین پالیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا ربّ، اور میں اس کا نبی ہوں، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے"۔

علم نافع اور غیر نافع

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جہاں حصول علم کی بے حساب فضیلت بیان کی گئی ہے وہاں غیر نفع بخش علم کے حصول کی مذمت بھی کی گئی ہے۔ قرآن مجید نے بنی اسرائیل کی علمِ غیر نافع سیکھنے کی روش کو کراہت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:" وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ[17]". "اور یہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان دے اور انہیں نفع نہ دے"۔ احادیث میں غیر نافع علم سے پناہ مانگنے کے حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ سے منقول ہے:" اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ[18] ". "اے اللہ میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے"۔ صاحب تفسیر القرآن العظیم سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۲ کے تحت لکھتے ہیں:"يَضُرُّهُمْ فِي دِينِهِمْ[19]". "وہ ایسے علوم سیکھتے تھے جو ان کے دین کے فساد کا باعث بنتے تھے"۔

علم کا مقصود

اعمال کے حسن وقبح کا دارو مدار اس کے مقاصد ومسببات پر ہے۔ بنابریں حصول علم سے مقصود منعمِ حقیقی کی رضا، خوشنودی اور اس کی راہ پر چلنا اور دوسروں کو چلانا ہے۔ طلب علم کا مقصود ومطلوب دنیا یا اغراضِ دنیا بنالینا، انسان کے لیے باری تعالیٰ کے غضب وقہر کا سامنا کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ قدوس نے علم پر مرتب ہونے والے جملہ ثمرات ومفادات کو حسن نیت و مقاصدِ حسنہ سے مشروط کر دیا ہے، لہذا نیتِ بد یا مقاصدِ رذیلہ کا وجود اس عظیم عمل کو بھی برکات سے محروم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب جناب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ لَا يعلمه إِلَّا

لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنْ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[20]. "جس شخص نے ایسا علم کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے، دنیاوی اغراض کے حصول کے لیے سیکھا وہ شخص بروز قیامت جنت کی خوشبو پانے سے بھی محروم رہے گا"۔ دینی علم کی حقیقی جزاء چونکہ آخرت میں ملے گی لہذا دنیا طلبی کو دینی علوم کا مقصود و مطلوب بنانا باری تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ جو لوگ صرف دنیا میں ہی اپنی جہد و سعی کا ثمرہ چاہتے ہیں، ان کے لیے بطور انذار و وعید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:" مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ [21]. "جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے دنیا میں سے کچھ دیں گے لیکن اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں"۔

قرآن فہمی کی فضیلت

حصول علم کی طلب میں نیت کا حسن، فعلِ تعلّم کی اہمیت و فضیلت کو قابل رشک عمل بنا دیتا ہے۔ جو شخص رضائے الٰہی کی خاطر علم سیکھے اللہ کریم اس شخص کو نہایت عظیم شان سے نوازتا ہے کہ اللہ کریم کے محبوب حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:" مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ تَعَالَى يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ[22]". "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کو پڑھتے اور آپس میں سیکھتے سکھاتے ہیں تو ان پر سکینہ اترتا ہے، اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اس مجلس کو (شرف و حفاظت کے لیے) گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے فرشتوں کی مجلس میں فرماتا ہے"۔ اس حدیث مبارکہ میں مذکور جملہ اعزازات قابل رشک ہیں، تاہم اللہ کریم کا اپنے مقرب فرشتوں کی مجلس میں قرآن سیکھنے والے شخص کا ذکر کرنا انسانی شرف کا کمال ہے، کہ خالقِ ارض و سماء بطور انعام اپنے فرشتوں کی مجلس میں قرآن مجید سیکھنے والوں کا شرف سے نواز رہا ہے۔

علم و عمل کا باہمی تعلق

علم اور عمل کا تعلق باہمی لازم و ملزوم کا سا ہے۔ اگر فقط تعلم ہو اور عمل نہ ہو تو یہ علم باعث حسرت ہے۔ اگرچہ طلب علم محمود و مقصود ہے تاہم اس علم پر عمل کا مطلوب وجوب کی حیثیت رکھتا ہے۔ علم کے باوجود عمل نہ کرنا چند صورتوں سے خالی نہیں، کہ اگر عمل کرنا چاہتا ہے لیکن توفیق میسر نہیں تو پھول بغیر خوشبو کے ہے اور اگر عمل ہی نہیں کرنا چاہتا تو یہ علم باعث ندامت و موجب ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں ایسے علماء کو گدھے سے تشبیہ دی ہے:" مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا[23]". "جن لوگوں کو تورات عطا کی گئی پھر انہوں نے اس کا بوجھ نہ اٹھایا، ان لوگوں کی مثال گدھے کی مثال کی مانند ہے جو علم کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے عالم کے بارے جو اپنے علم سے فیضیاب نہ ہو سکے وعیداً بیان فرمایا:" إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهُ[24]". "بلاشبہ بروز حشر اللہ تعالیٰ کا سب سے سخت عذاب ایسے عالم کے لیے ہو گا جو اپنے علم سے نفع نہ اٹھا سکا"۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيمِ اللِّسَانِ [25]". "بے شک مجھے اس امت پر جن افراد کی بد اعمالیوں کا خوف ہے ان میں سے زیادہ خوف اس منافق پر ہے

جو زبان کا عام ہے"۔ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے امام غزالی لکھتے ہیں کہ اس سے مراد وہ عالم ہے: "علیم اللسان جاھل القلب والعمل[26]"۔ "جو شخص زبان کا تو عالم ہو لیکن دل اور عمل کا جاہل ہو"۔

اگرچہ طلب علم ایک مشکل مرحلہ ہے لیکن اس سے زیادہ مشکل کام اس علم پر عمل کرنا ہے۔ نفس و شیطان کبھی بھی علم کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور انسان کو مختلف حیلوں بہانوں میں الجھائے رکھتے ہیں جس کے نتیجے کے طور پر انسان اپنے علم سے نفع پانے سے محروم رہتا ہے۔ علم پر عمل کرنے کی دشواری پر حضرت علی ہجویری قدس سرہ العزیز اپنی کتاب کشف المحجوب میں حضرت ابو یزید بسطامی علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہیں: "عملت في المجاهدة ثلاثين سنة فما وجدت شيئا أشد علي من العلم ومتابعته[27]"۔ "میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا لیکن مجھ پر علم سیکھ کر اس پر عمل کرنے سے زیادہ کوئی بھی عمل دشوار نہیں گزرا"۔ حضرت علی ہجویری قدس سرہ العزیز اس قول پر تبصرہ کرتے کہتے ہیں: "قدم بر آتش نھادن بر طبع آسان تر ازاں بود کہ بر موافقت علم رفتن وبر صراط ھزار بار گذشتن بر دلِ جاھل آسان تر ازاں بود کہ یک مسئلہ از علم آموختن و اندر دوزخ خیمہ زدن دستر ازاں بود بر فاسق کہ یک مسئلہ از علم بہ کار بستن[28]"۔ "طبیعت پر آگ پہ قدم رکھنا علم کے موافق اطاعت کرنے کی بنسبت آسان ہے، جاہل شخص ہزار بار پل صراط سے گزرنا گوارا کر سکتا ہے لیکن شریعت کے ایک مسئلہ کو سیکھ کر اس پر عمل کرنا اسکے لیے مصیبت اور بلا کی طرح ہے۔ فاسق پر ایک شرعی مسئلہ معلوم کر کے عمل کرنا جہنم پر خیمہ لگانے کی بنسبت آسان ہے"۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ کے مطابق جاہل شخص کے لیے نارِ جہنم پر صبر کرنا علم کے مطابق عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ جاہل کے لیے علم سیکھنا پُل صراط پر سے گزرنے سے زیادہ آسان ہے۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا لَمْ يظْهر فيهم حُبُّ الدُّنْيَا فِي عُلَمَاءِ فُسَّاقٍ وَقُرَّاءٍ جُهَّالٍ[29]"۔ "میری امت اس وقت تک خیر پر رہے گی جب تک کہ ان میں فاسق علماء اور جاہل قراء میں دنیا کی محبت ظاہر نہیں ہو گی"۔ سورہ صف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ [30]"۔ "اے ایمان والو تم وہ کیوں کہتے ہو جو خود عمل نہیں کرتے ہو؟"۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے: "مثل الذي يعلم الناس الخير وينسى نفسه مثل مصباح يضيء للناس ويحرق نفسه[31]"۔ "اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر کا علم دے کر خود کو بھول جاتا ہے اس چراغ کی مانند ہے جو لوگوں کو روشن کرتا اور خود کو جلاتا ہے"۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام حضور ﷺ سے جب دس آیات سیکھ لیتے تو جب تک اس پر عمل نہ کر لیتے آگے مزید نہ سیکھتے تھے۔ حافظ ابن کثیر (۷۰۰۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: "فكانوا إذا تعلموا عشر آيات لم يخلفوها حتى يعملوا بما فيها من العمل[32]"۔ "پس صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضور ﷺ سے دس آیات سیکھ لیتے تو مزید تب سیکھتے جب ان پر عمل کر لیتے"۔ علامہ ابن عبد البر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں: "تعلموا تعلموا فإذا علمتم فاعملوا [33]"۔ "سیکھو، سیکھو اور جب سیکھ لو تو عمل کرو"۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں: "إن الناس أحسنوا القول كلهم فمن وافق قوله فعله فذلك الذي أصاب حظه ومن خالف قوله فعله فإنما يوبخ نفسه[34]"۔ "بلا شبہ سب لوگ اچھی گفتگو کرتے ہیں لیکن جس کے قول و فعل میں مطابقت ہوئی وہ مراد کو پہنچا اور جس کا قول فعل کے خلاف ہوا تو اس نے خود کو ہلاکت میں ڈالا"۔ حضرت ابو محمد عبد اللہ دارمی حضرت سفیان بن عیینہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ لوگوں میں سے سب سے بڑا جاہل وہ

ہے:" من ترك ما يعلم وأعلم الناس من عمل بما يعلم وأفضل الناس أخشعهم لله[35]"۔ "جس نے اپنے علم پر عمل نہ کیا اور سب سے بڑا عالم اپنے علم پر عمل کرنے والا ہے، اور سب سے افضل شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے"۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو علم نہیں رکھتا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے علم عطا فرماتا اور فرمایا:" وويل لمن يعلم ولا يعمل سبع مرات[36]"۔ "ہلاکت ہے سات مرتبہ اس شخص کے لیے جو عالم ہونے کے باوجود عمل نہیں کرتا"۔ انسان دین کے بارے اتنی سمجھ بوجھ رکھنے کے باوجود بے عمل کیوں ہے اس کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں تاہم ان کا لب لباب یہی ہے کہ جب دین کو بطور ذریعہ آمدن یا کاروبار اختیار کریں یا پڑھیں گے تو دل کی گہرائیوں تک اثر نہیں کرے گا اور اگر اسے اپنی حیات سنوارنے کا مقصود بنالیں گے تو بندہ اس کی اثر پذیری سے محروم نہیں رہے گا۔ خلیفہ عبد الحکیم کے نزدیک اس بے عملی کی وجہ دین کو بطور ایک خبر سیکھنا اور آگے سکھانا ہے وہ لکھتے ہیں:" دنیا میں جو کثرت سے علماء بے عمل ملتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کا علم بطور خبر ان تک پہنچا ہے اور وہ اس خبر کو دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ چونکہ وہ تلقین ان کے اپنے قلوب کی گہرائیوں میں سے نہیں ابھری اور خود ان کا کچھ تجربہ اور مشاہدہ نہیں اس لیے ان کا وعظ بھی دوسروں کے قلوب کو مرتعش نہیں کرتا[37]"۔

علم کے فوائد

علم کے فوائد اس قدر بے حساب ہیں کہ جن کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ تاہم اہل علم نے اپنے عرفان کے مطابق علم کے چند فوائد بیان کیے ہیں۔ شیخ نجم الدین شافعی علیہ الرحمہ نے علم کے چند فوائد جامعیت کے ساتھ یوں بیان فرمائے ہیں:" فإنَّ تعلمه لله خشية، وطلبه عبادة، ومدارسته تسبيح، والبحث عنه جهاد، وتعليمه لمن لا يعلمه صدقة، وبذله لأهله قربة، وهو الأنيس في الوحشة، والصاحب في الوحدة، والمحدث في الخلوة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على الأعداء، والزين عند الأخلاء، والمقرب عند الغرباء، ومنار سبيل الجنة، يرفع الله تعالى به أقواماً فيجعلهم في الخير قادة وهُداة يهتدى بهم، أدلةً في الخير تقتص آثارهم، وترمَقُ أفعالهم، وترغب الملائكة في خلتهم وبأجنحتها تمسحهم، وكل رطب ويابس لهم يستغفر حتى حيتان البحر وهوامه، وسباع البر وأنعامه، والسماء ونجومها لأن العلم حياة القلب من العمى، ونور الأبصار من الظُّلمة، وقوة الأبدان من الضعف، يبلغ العبد به منازل الأخيار والدرجات العلى، التفكر فيه يعدل بالصيام، ومدارسته بالقيام، فبه يُطاع الله، وبه يعبد، وبه يوحد، وبه يتورع، وبه تُوصَل الأرحام، فهو إمامٌ والعمل تابعه، يُلْهَمُه السعداء، ويحرمه الأشقياء[38]"۔ "بے شک رضائے الٰہی کے لیے علم سیکھنا خشیت، اس کی طلب عبادت، اس کا پڑھنا پڑھانا تسبیح، اس سے متعلق بحث کرنا جہاد، جہلاء کو اس کا سکھانا صدقہ اور اپنی اصلاح کے لیے اس کا خرچ کرنا قرب الٰہی کا باعث ہے، اور یہ وحشت میں انیس، تنہائی کا ساتھی، خلوت میں بات کرنے والا، غمی خوشی میں رہنما، دشمنوں کے خلاف ہتھیار، دوستوں کے ہاں زینت کا باعث، غرباء کا محبوب بنانے والا، راہِ جنت کا نور ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے جن قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے ان کو خیر کے امور میں لوگوں کا ہادی بنا دیتا ہے، ان کو خیر کی دلیل بناتا ہے، ان کے کارنامے مینارہ نور بن جاتے ہیں، فرشتے ان سے دوستی کرتے اور ان کو اپنی نورانی پروں میں لے لیتے ہیں، اور خشکی وتری کی ہر مخلوق حتیٰ کہ سمندر میں مچھلیاں، خشکی کے درندے وجانور، آسمان اور اس کے ستارے سب ان کے لیے استغفار کرتے ہیں

کیونکہ علم اندھوں کے لیے دل کی زندگی، تاریکی کے لیے آنکھوں کا نور، بدن کی کمزوری کے لیے طاقت ہے، اس کے ذریعے بندہ نیکوں کے مراتب اور بلند درجات پالیتا ہے، علم میں غور وفکر کرنا ثواب میں روزے کے برابر ہے، اس کے حصول کے لیے قیام کرنا اطاعت الٰہی ہے، اسی کے ذریعے عبادت کی درستگی، وحدانیت کا اعتقاد نصیب ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے تقوی کا حصول، اور اسی کے ذریعے رشتوں کو جوڑا جاتا ہے۔ پس علم پیشوا اور عمل اس کی رعایا ہے، خوشبخت اس کو پاتے اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں"۔

صاحب کشف المحجوب فرماتے ہیں کہ علم شریعت کے تین ارکان: کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع امت ہیں[39]۔ یہی وہ بنیادی ارکان ہیں کہ جن پر جملہ علوم ومعارف کی بنیاد ہے۔

صوفیہ خام اور علمائے سوء

چونکہ تصوف علم و عرفان اور حقیقت سے عبارت ہے، اسی وجہ سے کاملین صوفیہ خام اور علمائے سوء سے کنارہ کشی اختیار کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ حضرت یحیٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمہ کا قول نقل فرماتے ہیں:" اجتنب صحبة ثَلاثَة أصناف من الناس العلماء الغافلين والفقراء المداهنين والمتصوفة الجاهلين[40] "۔ تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کر: غافل بے عمل علماء، اور حق سے زبان بند کرنے والے فقیر اور بنے ہوئے جاہل صوفی"۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ پھر ان تین گروہوں کی وضاحت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ **غافل علماء** وہ ہیں جنہوں نے اپنا قبلہ دل دنیا کو بنالیا اور شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل سے فرار کے لیے آسانی گھڑلی ہیں، اور اہل اقتدار کے پجاری بن گئے ہیں، ظالموں کی چاپلوسی اور ان کے ہاں طواف کو مقصد بنا چکے، عوام میں عزت و مرتبہ ان کی عبادت کا مرکز بن چکے اور اپنے غرور کو اپنی ہوشیاری سمجھ بیٹھے ہیں۔ گفتگو خوب مسجع و مقفع کہ اہل علم سے موسوم ہو کر اسلاف پر اپنی علمیت ثابت کرتے ہیں۔ اور **مداہن فقیر** وہ ہے کہ ان کے خواہشات نفس کے موافق کوئی عمل ہو تو چاہے بُرا ہی کیوں نہ ہو تعریف کریں گے اور اس کے برعکس ہو تو مذمت کریں گے خواہ وہ حق بات ہی کیوں نہ ہو۔ جبکہ **جاہل متصوف** جو کبھی کسی اللہ والے کی صحبت سے فیضیاب نہیں ہوا جب کہ عوام میں خود کو باکمال کہلوانے کا طالب ہے۔ زہد وجہد کے بغیر ہی خود کو صاحب عرفان سمجھیں۔ اور اپنے جیسے لوگوں کی مجلس میں احمقانہ حرکت کریں[41]۔

خلاصہ بحث

صوفی علم دوست ہوتا ہے، اور علم کی خاطر صعوبتیں اور تکالیف برضا ورغبت برداشت کرتا ہے۔ حصول علم صوفی کے مراتب کے لیے بنیاد ہے۔ صوفی کا علم رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ، اور اس کا مقصد معرفت خداوندی کا حصول ہے۔ صوفی علم اور عمل کو لازم وملزوم سمجھتا ہے اور اپنی توانائیوں وجملہ اثاثہ جات کو بے مقصد اور غیر نافع علم پر خرچ ہونے سے بچاتا ہے۔ وہ ظاہری اور باطنی فوائد کی بدولت بارگاہ خداوندی میں درجہ محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے۔ جبکہ نام نہاد متصوف اور خام صوفی ہمیشہ اپنے مفادات کو اپنا مطمع نظر بناتا ہے۔ اسلاف کے نام پر اپنی دنیا سنوارتا ہے۔ اسی بنا پر صوفیائے کرام ہمیشہ نام نہاد صوفیہ سے، علمائے سوء سے اور بنازُہد علم و عرفان کے دعویداروں سے مجتنب رہے۔

References

[1] Miqdad Yaljin Muhammad Ali, Ilm al-Akhlaq al-Islamiyya, Dar Alam al-Kitab, Al-Riyadh:1424 AH/2003 AD, p.45.
2 Gīlānī, Abu Muḥyī l-Dīn Abū Muḥammad b. Abū Sāliḥ ʿAbdul Qādir, bin Musa (561 AH), Al-Ghunya li-talibi tariq al-haqq wa al-din, Dar al-Kitab Ulamiyyah, Beirut: 1417 AH, p. 2/272.
3 Maryam: **19:59**.
4 Al-Zamakhshari, Abu al-Qasim Mahmud bin Amr (538 AH), Al-Kashshaf, Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, p. 3/26.
5 Al-Hujwīrī, Abu 'l-Ḥasan ʿAlī b. ʿUthmān b. ʿAlī al-Ghaznawī al-Jullābī, Kashf al-maḥjūb, Al-Nooriya Al-Razwiyya Publishing Company, Lahore: 1435 AH, p.13.
6 Al-Hujwīrī, Kashf al-maḥjūb, p.17.
7 Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd (273 AH), Al-Sunan, Dar al-Rasalat al-Alamiya, Beirut: 1430 AH, Chapters of the Sunnah, Number of Hadith: 224.
8 Al-Fitr: **35:28**.
9 Tabari, Abu Ja'far Muhammad bin Jarir (310 AH), Jami al-Bayan fi Taweel Al-Qur'an, Musisat al-Rasalat, Beirut: 1420 AH, p. 462/20.
10 At-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā (209-279 AH), Al-Jāmiʿ, Shirkat Maktaba wa Matabata Mustafa al-Babi al-Halabi, Egypt: 1395 AH, Abuba Al-Ilam, Hadith Number: 2682.
11 Al-Ghazali, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad aṭ-Ṭūsiyy al-Ġazzālīy (505 AH), Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn, Dar al-Marafah, Beirut, p. 1/5.
12 Ibn ʿAbd al-Barr, Abū ʿUmar Yūsuf ibn ʿAbd Allāh ibn Muḥammad al-Namarī al-Andalusī al-Qurṭubī al-Mālikī, (463 AH), Jami' Bayan al-'Ilm wa Fadlihi, Dar Ibn Juzi, Makkah: 1414 AH, Number of Hadith: 142.
13 Al-Hujwīrī, Kashf al-maḥjūb, p. 11.
14ibd, p. 14.
[15]ibd , p. 15.
16 Al-Haythami, Nur al-Din `Ali ibn Abi Bakr ibn Sulayman, Abu al-Hasan (807 AH), Majmu' al-Zawa'id wa Manba' al-Fawa'id, Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Beirut, 1408 AH, p. 1/19.
17 Al-Baqarah: 2:102.
18 An-Naysābūrī, Abū al-Ḥusayn 'Asākir ad-Dīn Muslim ibn al-Ḥajjāj (261 AH), Ṣaḥīḥ Muslim, Dar Ihya al-Trath al-Arabi, Beirut, Kitab al-Dhikr wa Dua wa Towba wa Istgiffar, hadith number: 2722.
19 Ibn Kathīr, Abū al-Fiḍā' 'Imād ad-Dīn Ismā'īl ibn 'Umar (774 AH), Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm, Dar Tayyaba for publication and distribution: 1420 A.H., p. 364/1.
20 Al-Sijistānī, Abū Dāwūd (Dā'ūd) Sulaymān ibn al-Ash'ath (275 AH), Sunan Abi Dawud, Dar al-Rasalat al-Alamiya, Vol. 1: 1430 AH, Kitab al-Ilam, chapter on seeking knowledge for the sake of Allah, number of hadiths: 3666. Sunan Ibn Majah, number of hadiths: 252.
21 Al-Shura: 42:20.
22 Sajistani, Sunan Abī Dāwūd, Chapters of the Virtues of the Qur'an, Number of Hadith: 585.
23 Al-Jumu'ah: 62:5.

24 Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā (458 AH), Shuab ul Iman, Maktab al-Rashid for Dissemination and Dissemination, Al-Riyadh: 1423 AH, Chapter on Dissemination of Knowledge, Number of Hadith: 1642.
25 Ibn Ḥanbal, Abu Abdullah Aḥmad ibn Ḥanbal al-Dhuhlī (241 AH), Al-Musnad, Al-Risalat Institute, Beirut: 1421 AH, Musnad ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb, Number of Hadith: 310.
26 Ghazali Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn, p. 59.
27 Al-Qushayrī, Abd al-Karīm ibn Hawazin Abū al-Qāsim (465 AH), Al-Risala al-Qushayriyya fi 'Ilm al-Tasawwuf, Dar al-Maarif, Cairo, p. 1/57. Al-Hujwīrī, Kashf al-maḥjūb, p. 18.
28 Al-Hujwīrī, Kashf al-maḥjūb, p. 18.
29 Al-Madini, Abu Musa Muhammad bin Umar bin Ahmad Asbahani (581 AH), Nizhat-ul-Huffaz, Masisat al-Kutub al-Thaqafiyyah, Beirut, p. 99.
30 As-Saf: 61:2.
31 Abi Al-Shaykh, Abu Muhammad 'Abd Allah Ibn Muhamma (369 AH), Kitab al-Amthal fi Hadith al-Nabawi, Dar al-Salfiyyah, Bombay, India: 1408 AH/1987 AD, p. 276. al-Khaṭīb al-Baghdādī, Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAlī ibn Thābit ibn Aḥmad ibn Māhdī al-Shāfiʿī, (392-463 AH), Iktida' al-'ilm al-'amal, Al-Muktab al-Islami, Beirut: 1397 AH, Number of Hadith: 70.
32 Ibn Kathīr, . Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm, p. 9/1.
33 Ibn ʿAbd al-Barr, Abū, Jami' Bayan al-'Ilm wa Fadlihi, Number of Hadith: 1266.
34 Ibn ʿAbd al-Barr, Abū, Jami' Bayan al-'Ilm wa Fadlihi, Number of Hadith: 1233.
35 Al-Dārimī, Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān (255 AH), Musnad al-Darimi, Dar al-Mughni for distribution and distribution, Saudia: 1412 AH, Number of Hadith: 342.
36 Ibn Ḥanbal, Abu Abdullah Aḥmad ibn Ḥanbal al-Dhuhlī (241 AH), Al-Zuhd, Dar al-Kitab Al-Alamiya, Beirut: 1420 AH, Chapter Fi Fazl Abi Hurirah, Number of Hadith: 868.
37 Khalifa, Dr. Abdul Hakeem, Fiqr Iqbal, Bazm Iqbal, Lahore: 2010, p: 249.
38 Al-Ghuzi, Najm al-Din Muhammad bin Muhammad Shafi'i (1061 AH), Hasan al-Tanabuh lima warad fi al-Tashbuh, Dar al-Nawadir, Syria:1432 AH, p:587/2.
39 Al-Hujwīrī, Kashf al-maḥjūb, p. 18.
40 Al-Hujwīrī, Kashf al-maḥjūb, p. 17. Al-Ghazali Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn, p. 327.
41 Al-Hujwīrī, Kashf al-maḥjūb, p. 18.